مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

درس قرآن کریم - حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں قرآن کریم کے نکات اور معارف کے جو دریا بہائے ہیں۔ ان کے متعلق انہیں خوش قسمت احباب سے پوچھنا چاہیئے۔ جنہیں درس میں شامل ہونے کی توفیق نصیب ہوئی۔ ۲۹ رمضان المبارک کو جب درس قرآن کریم سورہ توبہ پر ختم ہوا۔ اور حضور نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ تو عین اسی وقت چاروں طرف سے ابر گھر کر آ گئے۔ اور بڑے زور کے ساتھ مینہہ برسنا شروع ہو گیا۔ اس وقت دعا مانگنے کا نظارہ بھی بڑا ہی موثر اور پر لطف تھا۔ ہر ایک پر رقت طاری تھی۔ بہت دیر تک دعا ہوتی رہی۔

رویت ہلال - اس دن مطلع ابر آلود تھا۔ اس لئے چاند دکھائی نہ دیا۔ دوسرے دن ہائی سکول کے ایک لڑکے اور دو مستورات نے شہادت دی کہ ہمنے چاند دیکھا ہے لیکن شہادت میں اختلاف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہ سمجھی گئی۔ حیدرآباد دکن سے بھی چاند کے دیکھنے کی تار آئی تھی لیکن اسپر بھی روزہ افطار کرنے کا فتویٰ دینا مناسب نہ سمجھا گیا

نماز عید - ۲۲ جولائی بروز اتوار عید ہوئی۔ نماز عید پڑھنے کے لئے عید گاہ میں سائبانوں وغیرہ کے نصب کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ لیکن صبح کے وقت بارش شروع ہو جانے کی وجہ سے ایسا نہ کیا گیا۔ اور نماز عید مسجد اقصیٰ میں پڑھی گئی۔ خطبہ عید حضرت امیر المومنین نے حقیقی عید کے حاصل کرنے کے متعلق پڑھا۔ جو نہایت دردناک اور دل ہلا دینے والا تھا۔ جسے انشاء کسی اگلے پرچہ میں درج کیا جائیگا۔

فطرانہ عید - اس دفعہ بھی لوکل انجمن نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے فطرانہ عید وصول کیا۔ جو پونے تین سیر غلہ یا چار آنے فی کس کے حساب سے تھا۔ اور عید سے ایک دن پیشتر ہی غربا اور مساکین میں تقسیم کر دیا تاکہ وہ بھی اپنی ضروریات اور احتیاجوں کو باسانی پورا کر سکیں۔

نکاح - بروز عید حضرت امیر المومنین نے جناب خلیفہ رشید الدین صاحب کے صاحبزادے میاں علیم الدین صاحب کا نکاح منشی قاسم علی خان صاحب رام پوری کی دختر بدر جہاں بیگم سے پانچسو روپیہ مہر پر پڑھا۔ ہم جناب ڈاکٹر صاحب اور انکے تمام خاندان کو مبارکباد کہتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس تعلق کو طرفین کے لئے موجب خوشی اور باعث راحت بنائے۔ آمین

روانگی - ۲۳ جولائی بہت سے احباب جو درس قرآن کی خاطر یہاں آئے ہوئے تھے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے ہیں۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کچھ عرصہ کے لئے مع اہل و عیال شملہ تشریف لے گئے ہیں۔ جناب حافظ روشن علی صاحب بھی آپ کے ہمراہ ہیں۔

اخبار احمدیہ

ولادت چودہری حاکم علی صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے رحمت اللہ نام رکھا خدا تعالیٰ عمر دراز کرے ۔

درخواست دعا جناب مولوی علی احمد صاحب ایم ۔ اے بھاگلپوری کچھ عرصہ سے علیل ہیں ۔ احباب دعا فرمائیں کہ خداوند کریم مولوی صاحب کو صحت دے ۔

نیز مرحوم ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے صاحبزادے ملک محمد رفیق صاحب بی ۔ اے ایک ابتلاء میں ہیں ۔ احباب ان کے لئے بھی دعا فرمادیں کہ خداوند کریم ان کی نصرت فرمائے

نماز جنازہ (۱) مستری عبد الرحمٰن صاحب احمدی مفتی محلہ لائل پور کی اہلیہ صاحبہ رحلت فرما گئی ہیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ بڑی مخلص اور متقی احمدی خاتون تھیں ۔ دینی کاموں میں بڑے اخلاص اور جوش کے ساتھ حصہ لیتی تھیں ۔ زنانہ انجمن احمدیہ لائل پور کے تحصیل چندہ کا کام انہی کے سپرد تھا جسے عمدگی سے سرانجام دیتی تھیں ۔ احباب مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں ۔ اور دعائے مغفرت کریں ۔

(۲) پیر منظر قیوم صاحب جو کچھ عرصہ سے بیمار چلے آ رہے تھے ۔ فوت ہو گئے ہیں ۔ مرحوم بڑے دیندار اور متقی تھے ۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے قابل رشک محبت اور اخلاص رکھتے تھے ۔ دعا کے متعلق حضور سے درخواست کرنے والے احباب کی فہرست مرتب کر کے پیش کیا کرتے تھے ۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں ۔ اور دعائے مغفرت کریں ۔

اعتذار ایک طرف عید کی آمد اور دوسری طرف ایک کاتب کی مشکلات نے نمبر ۶ و ۷ اکٹھا اور وہ بھی کچھ دیر سے شایع کرنے پر مجبور کیا ۔ دوسرے کاتب کے متعلق کوشش ہو رہی ہے اور امید ہے کہ بہت جلدی انتظام ہو جائیگا اور اس قسم کی مجبوریوں کی وجہ سے ہمیں معذرت خواہی کی ضرورت نہ پڑیگی ۔ اب بھی اپنی طرف سے پرچہ کے وقت پر شایع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ مگر بعض اوقات اس میں کامیابی نہیں ہو سکتی ۔

فہرست نو مبائعین

(بابت ماہ جولائی ۱۹۱۷ء)

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۷ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے ۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں ۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی ۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی باعث سے رہ جاتے ہیں ۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں ۔ انکو شایع کر دیا جاتا ہے ۔ اور انہیں کا یہ نمبر شمار ہے ۔ (ایڈیٹر)

۸۳۵ ۔ حشمت اللہ صاحب ٹیلر ماسٹر ۔ پورٹ بلیر
۸۳۶ ۔ رحمت اللہ خان صاحب ۔ ضلع ہوشیارپور
۸۳۷ ۔ امراو بیگم ۔ .. .. ” گجرات
۸۳۸ ۔ بابو الٰہی بخش صاحب ۔ .. .. پٹیالہ
۸۳۹ ۔ اہلیہ صاحبہ خان محمد صاحب سوداگر ۔ سیالکوٹ
۸۴۰ ۔ مرزا حبیب الرحمٰن صاحب ۔ .. .. شملہ
۸۴۱ ۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب وکیسی نیٹر .. ہوشیارپور
۸۴۲ ۔ ماسٹر محمد ماشاء اللہ صاحب ۔ ایبٹ پور
۸۴۳ ۔ عبد الاسحٰق صاحب ۔ .. .. پورٹ بلیر
۸۴۴ ۔ حشمت علی صاحب ۔ .. .. پٹیالہ
۸۴۵ ۔ مسماۃ بیگم بی بی ۔ .. .. ضلع گوجرات
۸۴۶ ۔ خیر الدین صاحب ۔ .. .. ” گورداسپور
۸۴۷ ۔ اہلیہ عنایت اللہ صاحب ۔ .. ” گوجرات
۸۴۸ ۔ عظیم اللہ صاحب ۔ .. ” جہلم
۸۴۹ ۔ غلام نبی صاحب ۔ .. ضلع سیالکوٹ
۸۵۰ ۔ گلاب خان صاحب ۔ .. .. ” جہلم
۸۵۱ ۔ گوہر عیسیٰ خان صاحب ۔ .. ” کلکتہ
۸۵۲ ۔ عمرا صاحب ۔ .. .. ضلع فیروزپور
۸۵۳ ۔ محمد دین صاحب .. .. ” سیالکوٹ
۸۵۴ ۔ شیخ اللہ بخش صاحب .. .. ” امرتسر
۸۵۵ ۔ چراغ الدین صاحب .. .. ” لائلپور
۸۵۶ ۔ ماسٹر محمد عظیم الدین صاحب ۔ .. .. ڈھاکہ
۸۵۷ ۔ سید غلام حسن شاہ صاحب ۔ نواب شاہ سندھ
۸۵۸ ۔ اہلیہ عبد اللہ صاحب ۔ .. .. ضلع فیروزپور
۸۵۹ ۔ منشی محمد اسمٰعیل صاحب ۔ .. .. ” سیالکوٹ
۸۶۰ ۔ میاں اللہ بخش صاحب ۔ .. .. سرگودہا
۸۶۱ ۔ چودہری قائم الدین صاحب ذیلدار ۔ ضلع سیالکوٹ
۸۶۲ ۔ چودہری عنایت اللہ خان صاحب ذیلدار ۔ ” ”
۸۶۳ ۔ سلیمان شاہ صاحب ۔ .. .. ضلع گجرات
۸۶۴ ۔ چودہری حاکم علی صاحب .. .. ” گورداسپور
۸۶۵ ۔ کرم داد صاحب ۔ .. .. ” گوجرات
۸۶۶ ۔ اللہ داد صاحب .. .. .. ” گوجرانوالہ
۸۶۷ ۔ ساوہ .. .. .. ” ”
۸۶۸ ۔ محمد میر صاحب .. .. .. ضلع سیالکوٹ
۸۶۹ ۔ منشی غلام رسول صاحب ۔ .. پشاور
۸۷۰ ۔ ملاں سلطان صاحب ۔ .. .. منظفر نگر
۸۷۱ ۔ مسماۃ سلیمہ ۔ .. .. ” ”

مطالبہ تحریر کو پورا کرو افسوس کہ حائری صاحب نے اسوقت تک باوجود ہمارے بار بار کے مطالبہ کے اس تحریر کو شایع کرنے کی جرأت نہیں کی ۔ جسکے شایع کرنے کا خود انہوں نے اعلان کیا تھا ۔ اور ایڈیٹر ذوالفقار جیسے کندۂ ناتراش کے سپرد اس معاملہ کو کر دیا ہے ۔ جو بالکل غیر متعلق اور فضول باتیں پیش کر کے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہے ۔ ہم اہل انصاف حضرات سے پوچھتے ہیں کہ بھلا اس مطالبہ سے ایڈیٹر ذوالفقار کے یہ لکھنے کا کیا تعلق ہے کہ ”ہماری جانب سے تحریر مشتہری اور اس کا نام وپتہ شایع کر دینے پر ایڈیٹر الفضل اقرار کریگا کہ وہ خود بھی دو روپیہ لیکر مرزا صاحب کی تائید کرنے والوں میں ہیں بحالیکہ دل میں مرزا صاحب کو کاذب اور مفتری سمجھتے ہیں۔“

بریں عقل و دانش بباید گریست

کیا ہی نادانی اور جہالت کی بات ہے ۔ ایک دعویٰ بلا دلیل پیش کیا گیا ہی لیکن جب اس کا ثبوت مانگا جاتا ہے ۔ تو آگے سے کہا جاتا ہے کہ پہلے تم خود یہ اقرار کرو کہ میں بھی اسی فعل کا مرتکب ہوں جس کا ثبوت مانگتا ہوں ۔ تب ہم اپنے دعوی کا ثبوت پیش کرینگے کیا دنیا کے تختہ پر ثبوت مانگنے والے سے کبھی یہ اقرار کرایا گیا ہی کہ اب ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے اگر نہیں تو اس سے ایڈیٹر ذوالفقار اپنی نادانی اور جہالت کا کیوں ثبوت دیکر ہمارے اور ہمارے ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۲۴/۲۱ جولائی ۱۹۱۷ء

مولوی محمد احسن صاحب اور وبالآخرۃ ہم یوقنون کے معنے

ایک عرصہ کے بعد یاد ش بخیر جناب مولوی محمد احسن صاحب کا ایک مضمون پھر صفحات پیام پر معانی ریز نظر آیا ہے جس کو پیام نے " دفع شبہات نسبت وبالآخرۃ ہم یوقنون " کے عنوان کے ماتحت اپنی ۱۱ اگست کی اشاعت میں شایع کیا ہے - یہ مولوی صاحب کا ایک خط ہے - جو آپ نے ایک شخص فیض علی صاحب " کے خط کے جواب میں لکھا ہے - جن کو پیام مبائعین میں سے بتلاتا ہے - ہم نہیں جانتے کہ اس کا یہ بیان درست ہے یا غلط کیونکہ خط لکھنے والے صاحب کا پورا پتہ نہیں بتلایا گیا - جس سے ہم کوئی فیصلہ کر سکیں ۔

بہرحال جو کچھ بھی ہے اس وقت ہم مولوی صاحب کے مضمون پر ایک نظر ڈالنا چاہتے ہیں - اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ مولوی صاحب نے اس مضمون میں کہاں تک حق و حکمت بیان کیا ہے یا محض ضد و عناد کے ہی کانٹے برسائے ہیں - مولوی صاحب نے اس مضمون میں چند باتیں بیان کی ہیں - جن پر ایک ایک کر کے ہم تبصرہ کرینگے - انشاء اللہ ۔

(۱) سائل نے مولوی صاحب کو اپنے خط میں بعض اس قسم کے فقرات لکھے ہیں جس سے مولوی صاحب سمجھے ہیں کہ وہ قیامت کا منکر ہے - اور وہ اس کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی بیعت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں - اسکے جواب میں ہم اسی قدر کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ ہم مبائعین محمود کو دار الجزاء پر ایمان اور پورا ایمان ہے اس کے خلاف ہم ہر ایک خیال سے بیزار ہیں - باقی کسی مرید کہلانے والے کی غلطی سے مرشد غلط کار یا غلطی کا موجب قرار نہیں دیا جا سکتا - ورنہ کل انبیاء اپنی امم کی غلطیوں کے باعث متہم کئے جا سکتے ہیں - ونعوذ باللہ من ذالک ۔

اب ہم مولوی صاحب کی دوسری بات کی طرف دیکھتے ہیں - جو یہ ہے - مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ - " تمام قرآن مجید میں جو لفظ آخرۃ کا آیا ہے - وہاں پر لفظ آخرۃ کا بمنزلہ علم کے واسطے دار آخرۃ کے ہو گیا ہے " پیام ۔

اس عبارت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک آخرۃ کا لفظ علم اور نام کے طور پر قرآن میں یوم آخرۃ یعنی قیامت کے لئے ہی آیا ہے نہ کسی اور چیز کے لئے اس امر کے اثبات کے لئے مولوی صاحب نے بہت سی آیات پیش کی ہیں - اور آپ نے بہت زور لگایا ہے کہ ہماری طرف سے جو وبالآخرۃ ہم یوقنون کے معنے آنحضرت کے بعد آنے والی رسالت کے کئے گئے ہیں - انکی تردید کی جائے ۔

ہم مولوی صاحب کے اس خیال کے متعلق یہ عرض کرتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ آخرۃ کا اطلاق قیامت پر قرآن کریم کے اکثر مقامات پر کیا گیا ہے - لیکن اس سے حصر یا قیامت کے لئے بطور علم ہونا ثابت نہیں ہوتا - بلکہ کئی طریق اور قرآن کریم کے متعدد مقامات سے مولوی صاحب کے اس خیال کی تردید کی جا سکتی ہے - مگر ہم اس وقت صرف دو آیات پیش کر کے دو طریق سے مولوی صاحب کے خیال کو غلط ثابت کرتے ہیں اول قرآن دوم حضرت احمد موعود کے قرآنی استدلال سے سورہ بنی اسرائیل کا پہلا رکوع جس میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے متعلق فرماتا ہے - وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا - (۱۷-۴)

فرماتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کے متعلق تورات میں پیشگوئی کی تھی کہ تم زمین میں دو دفعہ فساد کرو گے اور بڑی سرکشی اختیار کرو گے - اب بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے - کہ یہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے متعلق تورات میں پیشگوئی فرمائی کہ وہ ملک میں دو دفعہ فساد مچائینگے - اب اس کی تفصیل بیان کرتا ہے کہ اے بنی اسرائیل جب تم نے پہلی دفعہ فساد کیا تو ہم نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ملاحظہ ہو - اس سے اگلی آیت فاذا جاء وعد اولٰھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار وکان وعدا مفعولا ۰ پس جب ان دو وعدوں میں سے پہلے کی نوبت آئی یعنے تم نے فساد اور علو کیا تو ہم نے تم پر اپنے بندے کھڑے کر دئے - جو کہ سخت جنگجو تھے - وہ ملک کے اندر گھس گئے - اور اللہ کا وعدہ پورا کیا گیا ۔

جب بنی اسرائیل کے ساتھ یہ سلوک ہو چکا - اور انہوں نے ٹھوکر کھا کر اپنی اصلاح کر لی تو فرماتا ہے - ثم رددنا لکم الکرۃ علیھم وامددناکم باموال وبنین وجعلناکم اکثر نفیرا ۰ ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساءتم فلھا ط -

پھر ہم نے تم کو ان پر غلبہ دیا - اور تمہاری تائید کی اموال میں اولاد میں اور لشکروں میں - اور ان کو فرمایا کہ اگر تم نے نیکی کی ہے تو تمہارے اپنے لئے مفید ہوئی ہے اور اگر بدی کی ہے - تو اس کا نقصان بھی اٹھایا ہے ۔

اب ایک وعدہ پورا ہو چکا - انہوں نے شرارت کی - خدا نے پکڑ لیا - وہ تائب ہوئے - تدارجوع برحمت ہوا - مگر ابھی ایک دفعہ اور ان کو شرارت اور فساد کرنا تھا - چنانچہ وہ مال اور اولاد کے گھمنڈ میں آکر خدا سے غافل ہو گئے - اور اسی زندگی کو اختیار کر لیا - جسکے باعث پہلے عذاب الٰہی میں گرفتار کئے گئے تھے - اس دوسرے وعدہ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - فاذا جاء وعد الاخرۃ لیسوء وا وجوھکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرا ۰ (۱۷-۷) پس جب آخرت کا وعدہ اسلئے آیا کہ ان کی شرارت اور فساد کے باعث) ان کے منہ بگاڑ دیں - اور غالب لوگ داخل ہوں بیت المقدس میں جیسا کہ پہلے داخل ہوئے تھے - اور اس کو ویران کر کے کھنڈرات بنا دیں ۔

یہاں مقام غور یہ بات ہے کہ اس آیت میں جو لفظ آخرۃ کا واقع ہوا ہے - کوئی دانشمند بھی اس کو دار آخرۃ کے معنوں میں نہیں لے سکتا - کلام کے سیاق و سباق کو دیکھو تمام مفسرین کی کتابوں کو چھان مارو کسی جگہ بھی اس آخرۃ کے معنے " دار آخرۃ " یا قیامت نہیں پاؤ گے - جب قرآن کریم کی اس آیت میں لفظ آخرۃ بمعنے دار آخرۃ نہیں - بلکہ بعد میں آنے والے وعدہ کے متعلق ہے - جو بنی اسرائیل کے دو دفعہ بگڑنے کی پیشگوئی میں دوسری دفعہ اسی دنیا میں بگڑنے کے وقت آنا تھا - تو مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ تمام قرآن میں یہ لفظ آخرۃ " بطور علم " قیامت کے واسطے

واقع ہوا ہے۔ اور سوا اس کے اور کسی معنے کے لئے نہیں آیا۔ صریحاً غلط ہو گیا۔ اور ان کا حصر باطل ہو گیا۔ اور علمیت اور نام ہونا ٹوٹ گیا ٭

اس کے بعد ہم مولوی صاحب کے اس قول کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ "یاد رکھو اگر کوئی معنی حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم نے وبالآخرۃ ھم یوقنون سے مراد حضرت مسیح موعود کے الہام بیان کئے ہوں تو وہ ایسے لائق وستاویز اور تمسک کے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کہ انکو ایک عقیدہ ایمانی قطعی قرار دیکر دار آخرۃ کے یقینی ہونے سے بھی انکار کر دیا جاوے" ٭

دار آخرۃ کے متعلق تو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ کہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہاں ہم حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح اول مرحوم کے معنوں سے ہی مولوی صاحب کو بند کرنا نہیں چاہتے۔ کہ آپ نے بھی بالآخرۃ ہم یوقنون سے مسیح موعود کی رسالت مراد لی ہے۔ بلکہ ہم حضرت مسیح موعود حکم عدل احمد نبی اللہ کا ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔ جس میں حضور نے لفظ آخرہ کو جو قرآن میں وارد ہے۔ اپنے زمانہ بعثت رسالت کے متعلق لیا ہے۔ اگر مولوی صاحب سیدنا خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے معنوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو ہم امید کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی عبارت اور حضور کے لفظ آخرہ کے بیان فرمائے ہوئے معنوں کو ضرور قبول فرمائینگے۔ اور جس طرح ہم خدام سیدنا احمد علیہ السلام کو اسلام سے باہر کر دینے کی دہمکی دی جا رہی ہے حضور کے متعلق یہ جسارت نہیں کرینگے۔ کیونکہ اگر ہم بوجہ سیاق وسیاق کلام و روایت حضرت مسیح موعود کی بنا پر لفظ آخرۃ کے معنے آیہ شریفہ وبالآخرۃ ھم یوقنون میں آنحضرت صلعم کے بعد میں آنے والی رسالت کرنے سے بقول مولوی صاحب کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک مقام پر اس لفظ آخرۃ کو جسے مولوی صاحب تمام قرآن شریف میں بطور علم دار آخرۃ یعنے قیامت کے ہی واسطے فرماتے ہیں۔ اپنے زمانے کے متعلق بتلایا ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو حضرت اقدس احمد موعود نبی اللہ علیہ السلام کی اعجازی تصنیف اعجاز المسیح کا صـ ۱۴۹ وھو ھذا فاشار فی قولہ ولہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ الیٰ ان ھذا النموذج یعطی لصدر الاسلام۔ ثم للاخرین من الامۃ۔ الیٰ آخرہ الخ"

پس اشارہ نمود در قول خود کہ او را حمد است در اول و آخر سوئے اینکہ ایں نمونہ دادہ خواہد شد صدر اسلام را باز آخریں را از امت خوار شوندہ۔

پس اشارہ کیا اللہ تعالیٰ نے (قرآن کریم کی اس آیت میں جو پارہ ۲۰ میں ہے۔ کہ اسکے لئے اول اور آخر حمد ہے) اپنے قول میں کہ یہ نمونہ اسلام کے ابتدائی لوگوں اور اس امت کے پچھلے لوگوں کو دیا جائیگا جو خدا آگے نازل کرنیوالے ہونگے

اس عبارت سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (۱) قرآن میں لفظ آخرۃ صرف دار آخرت کے معنے ہی نہیں آیا۔ بلکہ اور معنوں میں بھی آیا ہے۔

(۲) آیت شریفہ ولہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ میں جو لفظ آخرۃ ہے۔ اس سے مراد حکم و عدل مسیح موعود کے فیصلہ کی رو سے حضور کا اپنا ہی زمانہ ہے۔ جس کی تائید میں اور آیات بھی حضور نے پیش کی ہیں۔ پس مولوی صاحب کا خیال "جو آخرۃ" کے علم ہونے کے متعلق تھا۔ غلط ہو گیا۔

اب ہم کہتے ہیں کہ جب قرآن کی آیات اور حضرت مسیح موعود کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ لفظ آخرہ قرآن میں اور معنوں میں بھی آیا ہے۔ تو اب آیہ شریفہ وبالآخرۃ ھم یوقنون پر زور دینا کہ اس سے مراد دار آخرۃ ہی ہے، کتنا رکیک خیال ہے ٭

اگر آیت متنازعہ فیہا پر غور کیا جاوے۔ تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں تسلسل کلام کے لحاظ سے ہمارے معنے ہی درست اور بجا ہیں۔ کیونکہ وہاں رسالت کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ اتقیا کی تعریف میں فرماتا ہے۔ متقی وہ ہیں جو زمانہ ماضی کی وحی کو مانتے اور حال کی وحی پر ایمان لاتے ہیں۔ اب جب دو زمانوں کا ذکر ہوا۔ تو تیسرے زمانہ کے متعلق خود بخود فیصلہ ہو جاتا ہے کہ جملہ وبالآخرۃ ہم یوقنون کا تعلق اسی چیز سے ہے جس کا ذکر پہلی آیت میں کیا گیا ہے یعنی یہ کہ زمانہ مستقبل میں جو رسالت آنے والی ہے۔ اس پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں اور وہ یہودیوں کے اس خیال کے پابند نہیں کہ اذ ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا (۴۰-۳۶) کہ ایک نبی کے فوت ہونے کے بعد دوسرا کوئی نبی نہیں آئیگا۔ بلکہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا آئندہ بھی نبی بھیجیگا

تیسری بات مولوی صاحب یہ فرماتے ہیں کہ وبالآخرۃ ہم یوقنون سے بعد میں آنے والی وحی مراد لینا "خلاف لسان عرب کے ہی مراد ہے"۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ مولوی صاحب کا یہ وہم ہے کہ یہ لسان عرب کے خلاف ہے۔ کیونکہ ہم آیہ شریفہ وبالآخرۃ ہم یوقنون کے معنے بعد میں آنے والی وحی کرتے ہیں۔ اور وحی کے معنے لغت میں رسالت کے بھی ہیں۔ پس اگر وحی کا لفظ ان کو قابل اعتراض معلوم ہوتا ہے۔ تو وہ رسالت کا لفظ سمجھ لیویں۔ یہ تو ایک معمولی سی بات ہے۔ کیونکہ لغت میں وحی اور رسالت کے ایک ہی معنے ہیں ٭

حیرت ہے کہ اتنا بڑا مدعی علم و تجربہ صرف لفظ پرستی میں کیوں پڑ گیا۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ حقائق سے دمن یرد الی ارذل العمر کے ماتحت حضرت دور ہو گئے ہیں ٭

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

پیام اپنی ۱۱ر جولائی ۱۹۱۷ء کی اشاعت میں "خلیفۃ المسیح کی برکت" کے عنوان سے

محترم مقامی معاصر فاروق ۲۸ جون ۱۹۱۷ء کے ایک مضمون پر جو قبولیت دعا کے عنوان سے چھپا معترض ہوا ہے۔ افسوس ہے کہ یہ لوگ اپنے نقص کو دوسرے کی خوبی کو بدنما بنا کر چھپانا چاہتے ہیں۔ اگر ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اگر ان کے خدا تعالےٰ کے ساتھ زندہ تعلقات نہیں رہے۔ تو یہ کیوں اپنے نقص کو محسوس نہیں کرتے۔ اور کوزہ پشت پیرزال کی طرح تمام جہاں کی پشت کو خم دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کا قبولیت دعا پر یہ لکھنا کہ "خدا ابھی گویا میاں صاحب کے یہاں تک خائف ہے، کہ جہاں ان کا نام آیا۔ اور اسے پھر طوعاً و کرہاً دعا کو قبول کرنا ہی پڑتا ہے"۔ پھر یہ لکھنا کہ "ان خیالات کو سامنے رکھ کر ایک غیر مذہب والا شخص دعاؤں پر تمسخر نہ اڑائے تو کیا کرے" ایسی ہی اور باتیں لکھنے کے بعد یہ لکھنا کہ "یہ ہے حالت اس جماعت کی جو کبھی معقول پسند کہلاتی تھی"۔

پرکاش نے تو ضعیف الاعتقادی کہنا ہی تھا۔ کیونکہ غالباً مہاشہ صاحب کو دعا کی قبولیت کے قہری اثرات بھول گئے ہیں۔ مگر حیرت تو آپ لوگوں پر ہے۔ جو دعا کے اثرات سے واقف ہو کر پھر اس قدر بے خبر ہو گئے ہیں۔ یہ آپ کی کیسی

خوش فہمی ہے۔ کہ آپ تعلق باللہ کو کہ جسکے باعث خدا اپنے ایک مسیح کا معجزہ ظاہر کرنے کے لیئے کسی کی دعا قبول کرتا ہے۔ آپ اس کو خدا کا خالیت ہونا اور طوعاً وکرہاً قبول الکرنا بتلاتے ہیں۔ غیر مذاہب کے ہنسنے سے آپ کیوں خوف زدہ ہیں۔ وہ غیر مذہب کا آدمی ہی تو ہے۔ جو قبولیت دعا کا اعتراف کرتا ہے۔ ہمارے سلسلہ کا طغرائے امتیاز ہی یہ ہے۔ کہ ہم میں وہی برکتیں موجود ہیں۔ جو اسلام کی زندگی کو ثابت کرتی ہیں۔ اور جن کو مسیح موعود نے ہم میں چھوڑا ہے۔ آپ چونکہ اس نعمت سے بے نصیب ہیں تو آپ اپنی بدقسمتی پر ماتم کریں۔ خدا کے حضور روئیں تاوہ آپ کی حالت پر رحم فرمائے۔ نہ یہ کہ ہماری خوبیوں کو بھی جو محض اللہ کے فضل سے ہیں۔ عیب بتائیں ۔

یہ آپکی اور بھی عقلمندی ہے کہ آپ اس طرح دعا قبول ہونے کا نام اقتدار رکھتے ہیں۔ اقتدار تو یہ ہوتا ہے کہ کوئی بات جو جسکو بھی چاہی۔ سنوالی۔ اور جب چاہی منوالی۔ اس کا حضرت خلیفۃ المسیح کو کہاں دعویٰ ہے۔ ہاں آپکی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور آپکے روحانی اثرات ہندوؤں پر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ تاوہ اسلام کی حقانیت سے آگاہ ہو جاویں۔ جائے عجب نہیں۔ افسوس آپ لوگوں کی حالت پر ہے کہ آپ اپنی متاع گم کرنے کے باوجود پشیمان نہیں ہیں۔ اور آپ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کسی دوسرے کے پاس وہ نعمت ہو ۔

شانتی سروپ امرتسر میں

ہمعصر آریہ گزٹ مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۱۷ء راوی ہے کہ شانتی سروپ صاحب کے مقابلہ میں کئی مولوی آئے۔ مگر سب نے شکست کھائی۔ لیکن جو کیفیت ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوئی ہے وہ بالکل برعکس ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شانتی سروپ کی جو کیفیت اسوقت ہوئی۔ اور جو ندامت انہوں نے اس مباحثہ میں اٹھائی۔ وہ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ مہاشہ جی کو اسی دن فرخ آباد بھیج دیا گیا۔ حالانکہ حاضرین جلسہ کہہ رہے تھے۔ کہ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری اور شانتی سروپ کو کافی وقت دیکر ضرور مولوی صاحب کے مطالبات پر روشنی ڈالی جاوے۔ مگر ممبران آریہ سماج امرتسر کچھ ایسا گھبرائے۔ کہ ان کو ٹھہرانا مصیبت ہو گیا۔ اصل حالت کیفیت مباحثہ کی جو مولوی صاحب موصوف کے وقت ہوئی۔ وہ مختصراً یہ ہے کہ شانتی سروپ نے اپنی دوران تقریر میں کہا تھا کہ میں بیمار تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ قرآن بجائے شفا دینے کے بیماروں کی بیماری بڑھاتا ہے۔ تب میں نے اسلام چھوڑ کر آریہ مذہب قبول کرکے شفا حاصل کی۔ اسپر مولوی صاحب بقاپوری نے سوال کیا کہ مہاشہ جی بتلاویں کہ آپ کو کیا بیماری تھی۔ جو اسلام میں رہ کر بڑھ رہی تھی۔ اور وہ کونسی شفا ہے جو آریہ مذہب قبول کرتیسے آپکو حاصل ہوئی۔ نصف گھنٹہ وقت تھا جسمیں پانچ پانچ منٹ سوال و جواب ہوتے تھے۔ مولوی صاحب نے ہر دفعہ اپنے مطالبہ کو دہرایا۔ مگر شانتی سروپ اس طرف نہ آئے۔ اگر یہ صحیح نہیں تو اب بھی مہاشہ جی مولوی صاحب کے اس سوال کا جواب مولوی صاحب کو تحریری یا تقریری دیں۔ مہاشہ جی کا اعتراض تھا کہ خدا گمراہ کرتا ہے۔ اور بیماری بڑھاتا ہے۔ اس کا جواب بھی کافی دیا گیا تھا کہ فلا هادی له اور فزادهم الله میں حرف فا نتیجہ کے لئے ہے۔ اور نتیجہ ہمیشہ کسی فاعل کے فعل پر مترتب ہوا کرتا ہے۔ اور ان کا فسق عہد شکنی اور نفاق ہے جو سباق سیاق میں مذکور ہے۔ سماجی صاحبان کو اپنا پہلو کمزور دیکھکر جس طرح بحث کو ختم کرنا پڑا۔ اس کو ہزارہا سامعین نے اب تک بھلایا نہیں ہو گا۔

افسوس کہ بعض لوگ دیدہ دانستہ پبلک کو مغالطہ میں ڈالکر تاریکی میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنا چاہتے ہیں۔ جنھوں نے مباحثہ کا منظر اپنی آنکھوں دیکھا۔ ان کے دل میں ان کی کیا خاک وقعت ہوگی

ذوالفقار لاہور کا خیر مقدم

ہمارے مکرم و محترم دوست جناب منشی خادم حسین صاحب احمدی سابق شیعی بھیروی مذہب شیعہ کی خاص واقفیت رکھتے ہیں۔ آجکل آپ کوہ منصوری پر مقیم ہیں۔ وہیں شیعوں کا اخبار ذوالفقار آپکے مطالعہ میں آیا یہ مضمون آپ نے اس اخبار کے خیر مقدم کے طور پر اسی عنوان سے لکھا ہے۔ جسے ہم شکریہ کے ساتھ شایع کرتے ہیں۔ نیز آپ نے میری التماس پر ایک سلسلہ مضامین بھی رافضیوں کے متعلق الفضل کے لئے شروع فرمایا ہے۔ جسمیں سے دو نمبر دفتر میں آچکے ہیں انشاء اللہ احباب عنقریب ان مضامین کو ملاحظہ فرمائینگے۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

ذوالفقار حیدری صدیوں سے تھی ضائع ہوئی ۵
ذوالفقار کاغذی لاہور سے شایع ہوئی

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپنے شاید سنا ہو گا کہ ذوالفقار ایک مشہور و معروف تلوار کا نام ہے۔ جو جناب علی علیہ السلام سے منسوب ہے۔ رہا یہ امر کہ آنجناب کو یہ تلوار آبدار ملی کہاں سے تھی۔ شیعیان علی و اہلسنت کے راویوں میں اختلاف ہے۔ فریقین کی کتابوں میں سے جو کچھ خاکسار کی نظر سے گذر چکا ہے۔ مختصراً عرض کر دیتا ہوں

شیعوں کا بیان:۔ ناسخ التواریخ کا فاضل مولف لکھتا ہے کہ مفسرین و محدثین کی ایک جماعت کہتی ہے۔ کہ ذوالفقار ایک بہشتی درخت آس نام کے ورق (پتہ) سے بنی تھی۔ اور آدم صفی اللہ کے ساتھ بہشت سے زمین پر آگئی تھی۔ آدم علیہ السلام نے اسی تلوار کے ساتھ شیاطین کے ساتھ جہاد کیا۔ اور ان کے بعد دوسرے انبیاء کرام یکے بعد دیگرے اسی شمشیر کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ حتی کہ اسی طرح وہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے جناب علی علیہ السلام کو ملی۔ اور یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔ و انزلنا الحدید فیہ باس شدید۔ تا آخر آیت شیعہ علماء کا اتفاق ہے۔ کہ اس آیہ سے مراد ذوالفقار ہے اور یہ احادیث مومنین کے نزدیک معتبر ہیں۔ ترجمہ از عبارت فارسی۔ دیکھو ناسخ التواریخ مطبوعہ ایران صفحہ ۲۰۹

ایک شاعر کہتا ہے ۵

تیغ علی کورہ و سنداں نہ دید
کے علی شمشیر ز آہنگر گرفت؟

اور یہ کہ یہی ذوالفقار ہے۔ جس نے جنگ احد کے دن وہ بے نظیر کارنامے دکھلائے۔ کہ آسمان سے بھی تحسین و آفرین کی صدائیں سنی گئیں۔ لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

اہل سنت کا بیان:۔ وعن ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم تنفل سیفہ ذوالفقار یوم بدر رواہ ابن ماجہ۔ مشکوۃ مترجم ربع ۴ باب قسمۃ الغنائم مطبوعہ [illegible]

اسی صفحہ کے حاشیہ نمبر ۴ پر لکھا ہے۔ یہ تلوار پہلے عاص بن اُمیّہ کی تھی۔ جو بدر کے دن مارا گیا۔ پھر وہ تلوار (جنگ بدر کی۔ خادم) لوٹ میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپنے حضرت علی کو دی۔ ان کے پاس ہمیشہ یہ تلوار رہی ہمچو قسم روایات محققین کے نزدیک بالکل ضعیف و مجہول ہیں۔ اور خوش اعتقاد شاعروں کے مقولے۔

ایک ثالث بالخیر کا بیان - دوسرا شاہجہانی کا ایک فاضل لکھتا ہے:۔

وذوالفقار بفتح فا شمشیر عاص بن منبہ کہ روز بدر کشتہ شد۔ و آں شمشیر بحضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منتقل شد۔ و از حضرت بہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام منتقل شد۔ منتخب اللغات۔ زیر لفظ فقال ص۳۶ مطبوعہ نولکشور۔

خیر اب یہ بات کہ ذوالفقار ہستی اَس کی تھی یا اُمیّہ یا مُنبہ کے بیٹے عاص کی۔ ناظرین خود فیصلہ کرلیں مجھے اس سے بحث نہیں۔ مطلب سعدی دیگر است۔

اس کے بعد دوسرا امر قابل ذکر یہ ہے کہ آخر وہ ذوالفقار ہوئی کیا؟ کیا پھر آسمان پر اٹھائی گئی یا زمین میں دبائی گئی۔ فریقین سے دریافت کیا جائے۔ تو سُنی تو جھٹ کہدیں گے کہ جہاں گئے حضرت علی رضؓ وہیں ذوالفقار بھی گئی

کل من علیہا فان - چہ ذوالفقار سے وچہ شاہ مرداں۔ لیکن مدعیان متابعت اہلبیت فرماتے ہیں کہ وہ تلوار جناب علی علیہ السلام نے بوقت وفات سبط اکبر امام حسن علیہ السلام کو دی تھی۔ اور انھوں نے امام حسین علیہ السلام کو اسی طرح بارہ اماموں سے یکے بعد دیگرے منتقل ہو ہو کر وہ حضرت صاحب العصر والزمان (امام مہدی) کے پاس پہونچی۔ اور اب بھی ان کے پاس ہے۔ اور جب ان کے خروج کا وقت معہود آئے گا۔ تو سب سے پہلے یہی ذوالفقار نیام سے اُچھل کر امام عالی مقام سے کلام کرے گی کہ قُم یا ولی اللہ کہ اے خدا کے ولی اُٹھ۔ اور دشمنان آل محمد سے انتقام لے۔

صاحبان! ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہو گیا۔ امام غائب کا کچھ حال معلوم ہو سکتا ہے نہ ذوالفقار کا۔ کیا جانتے کہ امام علیہ السلام کے میگزین سے کوئی خارجی لعین ذوالفقار کو چُرا لے گیا ہے۔ اور امام بغیر اسکے مجبوراً بے کار بیٹھے ہوئے ہیں یا بباعث مرور ایام و دہور ذوالفقار سے قوت تکلم ہی مسلوب ہو گئی ہے۔ اور کسی دوسری ذوالفقار کا انتظار ہو رہا ہے۔ خدا جانے کیا مصلحت الہی ہے۔ اور کیا راز سربستہ ہے کہ کوئی اس کی تہ تک نہیں پہونچ سکتا۔ تاہم بفضلہ تعالیٰ مشتاقان جمال جہان آرائے ہمہ تن چشم براہ و منتظران قدوم میمنت لزوم ہمہ تن گوش بآواز شب و روز مثل سیماب بیقرار و بے تاب ہیں۔ اور عجل فرجہ عجل فرجہ کی دعاؤں میں مصروف و مشغوف۔ مختصر یہ کہ مومنین کو اب تک تو اسی ذوالفقار کا نہایت سخت انتظار تھا کہ وہ کہیں جلدی حرکت میں آجاتی۔ اور مخالف و موافق کو جوہر خداداد دکھلا کر صدیوں کے جھگڑے طے کر دیتی۔ مگر آج کل ایک شیعوں کا اخبار لاہور سے نکلا ہے۔ جس کا نام "ذوالفقار" رکھا گیا ہے۔ اشاء اللہ چشم بد دُور۔ اس لئے ہم کو تو کچھ اور ہی سوجھ رہی ہے۔ اور ادہر خدا جانے مالکان اخبار نے کس مناسبت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ دلکش اور پیارا نام ایسے اوقات میں تجویز فرمایا ہے۔ کیا محض تفاول کے طور پر ہے۔ یا بقول شخصے حسب الایماء حضرۃ صاحب العصر والزمان یا جدت پسند دل نے سردست ذریت آل محمد کے شیدائیوں کو خوش کرنے کے لئے یہ کاغذی ذوالفقار جاری فرمایا ہے۔ کہ امام کا ظہور ہو یا نہ ہو اصل ذوالفقار کے رگ و ریشہ میں حس و حرکت باقی رہی ہو یا نہیں رہی ہو۔ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی ایک دفعہ ذوالفقار کا نام تو ورد زبان خاص و عام کرادو۔ ہم نے مانا۔ کہ ذوالفقار آس و ذوالفقار قرطاس کا قافیہ و ردیف برابر ہے لیکن اس سے کب انکار ہو سکتا ہے کہ دونوں میں فرق زمین و آسمان کا ہے۔

بہر حال ان وجوہ متعددہ میں سے کوئی وجہ تسمیہ بھی ہو۔ اُمید ہے کہ کار پرداز ان اخبار ذوالفقار اس سے ضرور مطلع فرمائینگے۔ والسلام

خاکسار خادم حسین خادم بھیروی
ایڈیٹر منصوری

ہمارے جواب سوال نمبر سوم پر نظر اور اُسکی تنقید

(از مولانا غلام رسول صاحب راجیکی)

گذشتہ سے پیوستہ

قولہ:۔ کاش مولوی صاحب یہ بھی بتا دیتے کہ خلیفہ رشید الدین اور خود میاں صاحب جو اسوقت بوجہ ان کے داماد ہونے کے ان تمام حالات سے بخوبی باخبر ہو چکے تھے الخ

اقول۔ ہمارے جس جواب پر زیر نظر تنقید کا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ ہمنے اسے کمال بسط اور توضیح کے ساتھ ذکر کیا تھا لیکن ہم اس ایڈیٹر کی سمجھ کو کیا کریں کہ سیدھی اور صاف بات کو بھی جو اُردو عبارت میں پیش کی جاتی ہے۔ نہیں سمجھ سکتا۔ خلیفہ رشید الدین صاحب کی لڑکی کے رشتہ کے متعلق بار بار داویلا کیا جاتا ہے۔ اور بے معنے شور و غل مچایا جاتا ہے حالانکہ ہم بارہا اور بہ تفصیل اس کے متعلق کافی جواب دے چکے ہیں۔ اور جواب زیر نظر میں بھی بسط کے ساتھ بتا چکے ہیں کہ ساری بحث تو اسبات پر ہے کہ ایک احمدی لڑکی کو غیر احمدیوں کے ہاں کیوں بیاہا گیا۔ جسکے جواب میں صرف اتنا ہی کافی تھا کہ جب لڑکی احمدی ہی نہیں۔ بلکہ غیر احمدی ہے تو غیر احمدی لڑکی کا غیر احمدی لڑکے سے نکاح کیا جانا کیونکر قابل اعتراض ٹھہرا۔ رہا یہ کہ خلیفہ صاحب کی لڑکی تھی۔ اسلئے باپ نے ایسا کیوں کیا۔ اس کے متعلق جواب زیر نظر میں مفصل لکھ دیا گیا ہے۔ وہاں سے بالاستیعاب ملاحظہ ہو۔ ہاں اگر باوجود اسکے کہ لڑکی غیر احمدی ہے۔ اسپر یہ سوال ہو کہ پھر حضرت مسیح موعود نے لڑکی کے متعلق یہ شرط جو حقیقۃ الوحی کے متعلق ذکر کیگئی۔ کیوں پیش کی۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ حضرۃ صاحب نے ایسی صورت خلیفہ صاحب کی وجہ سے پیش کی کیونکہ حضور کے نزدیک خلیفہ صاحب موصوف احمدی اور مخلص احمدی تھے۔ جن کی اولاد کو بوجہ تعلقات پدری ان کے ہم عقائد قیاس کرنا بالکل بجا اور درست تھا۔ گو یہ دوسری بات ہے۔ کہ ان کی اولاد سے عند البلوغت کسی کو بعض اسباب

کی وجہ سے ان کے ہم عقیدہ ہونے میں اتفاق نہ ہو۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی فراست صحیحہ اور آپکی پاک ہدایت کی واقعات نے تصدیق کر دی۔ کہ کسی احمدی کی لڑکی کا غیر احمدی کے ہاں نکاح کرنا کیسے خطرناک نتائج پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ خلیفہ صاحب، جیسے مخلص احمدی کی لڑکی غیر احمدی کے ساتھ بیاہے جانے کی وجہ سے اب اپنے باپ کے واجب التعظیم مقتدا اور صادق مصدوق مسیح اور مہدی کی مکذب اور مکفر ہے۔ کیا یہ عبرت آموز واقعہ احمدی جماعت کیلئے کچھ کم سبق ہے۔ اور یہ کہنا کہ وہ خلیفہ رشید الدین اور خود میاں صاحب جو اسوقت بوجہ ان کے داماد ہونے کے ان تمام حالات سے بخوبی باخبر ہو چکے تھے۔"

اس کے متعلق واضح ہو کہ خلیفہ رشید الدین صاحب سے اگر تساہلاً یا خطاءً ایسی غلطی سرزد ہوئی ہو۔ تو کیا ان کی یہ غلطی حجت ہو سکتی ہے۔ عجیب بات ہے۔ کہ جو بات حضرت مسیح موعود کی بطور حجت کے پیش کی جاتی ہے۔ اسے تو نظر انداز کیا جاتا ہے لیکن جو امر اپنے اندر غلطی رکھتا ہے۔ اور قابل حجت نہیں۔ اسکو بار بار پیش کیا جاتا ہے۔ اگر یہی بات ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب کی غلطی سے تو ان کی ایک لڑکی پر ہی وبال آیا۔ لیکن آپ لوگوں کی وجہ سے تو ہزاروں سینکڑوں مومن مرد اور عورتیں ہلاکت میں پڑے اگر بزعم خود آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود کی وصیت کے مطابق انجمن کا جانشین اور خلیفہ ہونا صحیح تسلیم کرنے کے بعد ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور کرانے کو آخر میں لعنت اور ضلالت سمجھا تو بتائیے چھ سال تک بزعم خود اس لعنت اور ضلالت میں پڑنے والے اور ڈالنے والے کس بڑے بھاری جرم کے مرتکب ہوئے۔ اور جن لوگوں کا انتقال بعد بیعت خلافت کی چھ سالہ مدت میں ہوا۔ انکی ایسی موت جو حضرت مسیح موعود کے وصیت کے خلاف عمل درآمد کے جرم کی حالت میں ہوئی۔ اس کا یہ جرم کن لوگوں کی گردن پر ہو گا۔ اور طرفہ یہ کہ ایک طرف تو خلافت اولیٰ کے چھ سال کے عملدرآمد کو بدعت اور ضلالت اور وصیت مسیح موعود کے خلاف سمجھا گیا۔ اور دوسری طرف جب خلافت اولیٰ کا دور دورہ ختم ہوا۔ اور یہ لوگ قید اسباب ضلالت و بدعت کی زنجیروں سے رہا ہوئے تو چاہیئے تو یوں تھا کہ یہ سنت احمدیہ کے دلدادے مسیح موعود کی وصیت پر عمل درآمد کرنے کے لئے بہترین موقعہ پاتے سے خلافت اور خلیفہ کے نام اور منصب کو یکسر مٹاتے ہوئے آئندہ کے لئے مسیح موعود کے زمانہ حیات کی طرح اپنے اندر صرف انجمن اور پریذیڈنٹ کے نام کو قائم کرتے لیکن عذر گناہ بدتر از گناہ کے مقولہ کی طرح تلافی مافات کی تو یہ کی کہ میاں محمد علی صاحب کے جن کا دل و دماغ اور جگر و گردہ امارت طلبی کی آتش حرص سے سوز و گداز کے ساتھ کباب ہو چکا تھا۔ ان کو یہ سوجھی کہ گو سکرٹری کے عہدہ سے پریزیڈنٹی کا عہدہ بھی حاصل ہونا بجائے خود ترقی ہے۔ اور معقول ہے۔ لیکن اس ترقی کا زمانہ وہ ہونا چاہیئے تھا۔ جبکہ مسیح موعود کی وفات کے بعد اس عہدہ سے میاں صاحب کو ممتاز کیا گیا۔ لیکن اب یہ نہیں ہو سکیگا۔ کہ حریف مقابل یعنے میاں صاحب تو خلیفہ اول کی طرح تخت خلافت کے وارث بنیں۔ اور میں پریزیڈنٹی کا وہی پرانا کپڑا جو میاں صاحب کا اُتارا ہے۔ اوڑھوں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس میں تو سراسر ہتک اور ذلت ہے۔ پس موجودہ حالت میں میاں صاحب کے منصب خلافت اور خلیفۃ المسیح کے عہدہ کے بالمقابل امارت کے عہدہ کی بدعت سیئہ سے وصیت کے مطابق عملدرآمد کرنے کی خوب تلافی کی ؎

تغافل سے جو باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

پھر علاوہ امارت کے اپنے زمرۂ لغات میں خلافت کے خلعت سے بھی چار اشخاص کو ممتاز فرماتے ہوئے خلیفۃ المسیح کے عہدہ سے سرفراز فرمایا۔ جسکے معنے تصویری زبان میں یہ ظاہر کئے کہ جن معنوں میں میاں صاحب خلیفۃ المسیح ہیں۔ ایسے خلیفے امیر قوم میاں محمد علی کے ماتحت چار تک ہیں۔ اب خدا نے حق کی مخالفت کی وجہ سے جس بات کو کہ یہ لوگ بدعت۔ ضلالت اور خلاف وصیت قرار دیتے تھے۔ انہیں اسی بدعت اور ضلالت میں مبتلا کر دیا۔ بلکہ پہلے کی نسبت دوگنی چوگنی ضلالت میں مبتلا کیا۔ کیونکہ مسیح موعود کی وفات کے بعد جب ایک خلیفہ کا تعین انکے نزدیک ضلالت ہوا۔ تو ایک امیر اور چار خلیفوں کا تعین کیوں ضلالت بلکہ ڈبل ضلالت نہیں اور اگر ایک خلیفہ کی خلافت مسیح موعود کی وصیت کے خلاف ہونے سے خلاف کرنیوالے انسان کو مجرم بناتی ہے۔ تو اس سے بڑھ کر ایک امارت اور چار خلافتیں کیوں مجرم نہیں بناتیں ؎

ملزم قرار دیتے تھے ہم کو جو بار بار
ثابت ہوئے وہ آپ ہی آخر قصوروار

اب بتائیے اور برعایت انصاف سچ بتائیے کہ اس بیچارے طبیعت اور بدرویہ کے انسان کو جنہوں نے محض اپنی خودغرضی اور ہوا پرستی کی وجہ سے سینکڑوں ہزاروں جانوں پر ظلم کر کے مسیح موعود کی وصیت اور ہدایت کے خلاف انہیں ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلا ہو۔ اور اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے بہت سے سادہ لوحوں کو اپنی دام تزویر کے ذریعہ سے اپنے نہنگ نفس کا لقمہ بنایا ہو۔ کیا وہ اس قابل ہیں کہ اس ظلم عظیم کے بعد اپنی رسم ستمگری کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی دوسرے کی نکتہ چینی کے لئے زبان کھولیں۔ جسے ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نسبت نہیں ؎

پھر اسکے بعد مرزا نیاز بیگ صاحب کی وہ بات یاد نہیں رہی۔ جو رشتوں ناطوں کے متعلق حضرت مسیح موعود کی خدمت میں اولاً بطور تجویز پیش کی۔ پھر جب حضرت مسیح موعود نے اس تجویز کو منظور فرما کر اسپر پہلے انہی کو عامل بنانے کے لئے حکم دیا تو انہوں نے باوجودیکہ ان کو حضرت صاحب نے بالمشافہ حکم دیا۔ کہ تم اپنی لڑکی کا رشتہ فلاں احمدی سے جو ہمارا مخلص مرید ہے۔ کر دو۔ تو انہوں نے آداب رسالت اور شان مسیحیت کا کچھ بھی پاس نہ کرتے ہوئے حضور کو انکار کی صورت میں صاف جواب سنایا۔ کیا یہ غلطی اور معصیت خلیفہ رشید الدین صاحب کی غلطی سے کم ہے یا زیادہ۔ پھر میاں خواجہ جسے حضرت خلیفہ اول نے بتاکید حکم دیا تھا کہ تم نے دست سوال کو چندہ کے لئے غیر احمدیوں کے سامنے نہیں پھیلانا۔ پھر باوجودیکہ لنڈن سے ہر ایک خط میں مطاع مطاع اور آقا۔ آقا کے خطابوں سے اپنے تئیں حضرت ممدوح کے سامنے مطیع اور فرمانبردار خادم کی حیثیت میں ظاہر کرتا تھا۔ لیکن آخر یہ انسان حضرت خلیفۃ المسیح کی اس ہدایت کا پابند نہ ہو سکا۔ پر نہ ہو سکا۔ اور آپ کے ارشاد اور آپکے تاکیدی حکم کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس نے اپنے دامن حرص کو غیر احمدیوں کے آگے پھیلا ہی

دیا۔ اور احمدیت کے بلند مینارہ سے محض اللہ کی وجہ سے اس پستی پر گرا۔ کہ غیر احمدیوں کی خاطر آخر اسے احمد نبی کی شان میں زہریلے اور ناپاک کلمات کہنے پڑے۔ کہ احمد علیہ السلام کا نام لینا تبلیغ اسلام کے کام میں حارج اور سم قاتل ہے اب بتاؤ خواجہ کا حضرت خلیفہ اول کے حکم کے صریح خلاف عمل وو درآمد کیا خلیفہ صاحب کی غلطی سے کم ہے علاوہ اس کے حضرت مسیح موعود کے اس فتوے کے ہوتے ہوئے کہ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ میاں خواجہ نے ظفر علی جیسے معاند اور دشمن سلسلہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اور کئی بار پڑھی۔ کیا یہ عمل حرام اور معصیت خلیفہ صاحب کی غلطی سے کچھ کم ہے۔

اور اگر حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت کا پیش کرنا عذر کو مفید بنانے کے لئے مفید حیلہ سمجھا گیا ہو۔ تو اس اجازۃ سے علی سبیل التسلیم اول تو فائدہ اٹھانے والے وہ لوگ ہو سکتے تھے۔ جو لنڈن میں غیر ممالک کے باشندے تھے نہ وہ جو پنجاب کے مکفرین اور مکذبین سے وہاں پہونچ کر خواجہ کی امامت کے لئے منتخب ہوں۔ کیا یہ قابل شرم بات نہیں کہ ظفر علی کے پیچھے پنجاب اور سرزمین ہند میں تو نماز ادا کرنا حرام اور قطعی حرام ہو لیکن جب وہ انگلستان پہونچے۔ تو وہاں اس کے لئے حرمت کا فتویٰ حلت کے ساتھ بدل جاوے۔ وانی ہذا من ذالک ۔

دوسرے یہ اجازت کسی فتوے جواز کی بنا پر نہ تھی۔ بلکہ ایک بڑی مصلحت کے نیچے تھی۔ اور وہ یہ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سمجھ لیا تھا کہ ایسا شخص کہ جو انگلستان میں حضرت مسیح موعود کے نام کو غیر احمدیوں کی خاطر اور ان کی خوشامد کی وجہ سے سم قاتل قرار دے رہا ہے۔ اگر اسکے بار بار کے الحاح پر اسے اجازت نہ دیگئی۔ تو یہ شخص ضرور ہی مرتد ہو کر کھلم کھلا غیر احمدیوں میں جا ملے گا جس سے ظاہر ہے کہ حضرت ممدوح کا اجازت دینا اسے ارتداد کی خطرناک ٹھوکر سے بچانے کے لئے بطور مصلحت کے تھا نہ بطور فتوے جواز کے ۔

اور پیام کے ایڈیٹر کے یہ الفاظ کہ خلیفہ رشید الدین اور میاں صاحب پر دہوکا دہی کا الزام " یعنے یہ کہ گویا میں نے باوجود ان دونوں بزرگوں کے علم ہونے کے حضرت خلیفہ اول کے نکاح پڑھنے پر ان دونوں کو عدم اطلاع کی وجہ سے بقول ایڈیٹر پیام دہوکہ دہی ہونے کا الزام لگایا ہے۔ اس کے متعلق عرض ہو۔ کہ اگر ایڈیٹر پیام کے نزدیک خلیفہ صاحب اور حضرت میاں صاحب بجائے خود اس الزام سے مبرا اور پاک ہیں۔ جسے ایڈیٹر نے میری طرف سے میری غلط فہمی کی وجہ سے سمجھا تو یہ وہ بات ہے جس سے میں نہایت ہی خوش ہوں۔ اور جو میری عین مراد ہے کیونکہ میری غرض تو اس مضمون سے بھی صرف ان غلطیوں کو ہی دور کرنے کے متعلق ہے۔ جو ان دونوں بزرگوں کی طرف بطور الزام کے پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن جب ایڈیٹر صاحب کو خدا کے فضل سے یہ سمجھ آگئی ہے کہ یہ دونوں بزرگ الزام سے بری ثابت ہیں۔ اور یہ کہ ان پر دہوکا دہی کا الزام کسی دوسرے انسان کی غلط فہمی کی وجہ سے ہے تو میں اس سے خوش ہوں کہ مجھ پر دہوکا دہی کا الزام لگا لیا جائے۔ اور ان دونوں بزرگوں کو الزام سے بری سمجھا جائے۔ جیسا کہ وہ فی الواقع بھی الزام سے پاک اور بری ہیں۔ سو یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ خوش قسمتی سے ایڈیٹر پیام کو امر واقع کی تفہیم صحیح طور پر میسر آگئی۔ کہ اسنے باوجود سخت معاند ہونے کے اسبات کا اعتراف کیا کہ فی الواقع خلیفہ صاحب۔ اور میاں صاحب الزام سے پاک اور بری ہیں اور دہوکا دہی کا الزام ان کی طرف منسوب کرنا کسی دوسرے کی غلط فہمی یا غلط بیانی کا نتیجہ ہے

موسمی رپورٹ

حال میں موسمی حالت کے متعلق جو سرکاری بیان شائع ہوا ہے وہ یہ ہے:۔ بحیرہ عرب کی مونسون کی وجہ سے وسیع بارش ہوئی۔ لیکن خلیج کی رو ابھی تک کمزور ہے لوئر برہما۔ لوئر بنگال۔ صوبجات متحدہ۔ جنوب مشرقی راجپوتانہ۔ وسط ہند۔ صوبجات متوسط اور جزیرہ نما کے مغربی میں قریباً عام بارش ہوئی۔ اور کشمیر اور حیدر آباد میں مقامی بارش ہوئی۔ ابر برہما آسام۔ بہار و اڑیسہ میں چند بارشیں ہوئیں مختلف مقامات میں مقدار بارش کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جیپور ۴ انچ۔ جیکب آباد ساگاد (؟) تین تین انچ۔ جزیرہ ڈالمنٹ جھانسی۔ کوٹہ۔ اندور۔ ستنہ دو دو انچ آگرہ۔ سرکھور۔ پانچیٹ۔ رنگون ڈیڑھ ڈیڑھ انچ۔ کلکتہ۔ دہلی۔ ہوشنگ آباد ایک ایک انچ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

رمضان سے سبق سیکھو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۱۳ ؍ جولائی ۱۹۱۷ء

ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافوراً ۝ عیناً یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیراً ۝ یوفون بالنذر ویخافون یوماً کان شرہ مستطیراً ۝ ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً ۝ انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاءً ولا شکوراً ۝ انا نخاف من ربنا یوماً عبوساً قمطریراً ۝ فوقٰھم اللہ شر ذالک الیوم ولقٰھم نضرۃً وسروراً ۝ وجزٰھم بما صبروا جنۃً وحریراً ۝ متکئین فیھا علی الارائک لا یرون فیھا شمساً ولا زمھریراً ۝ ودانیۃ علیھم ظلٰلھا وذللت قطوفھا تذلیلاً ۝

(۷۶ ــ ۴ تا ۱۳)

رمضان کو دوسرے مہینوں پر اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے حتی کہ رمضان کا ہی مہینہ تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام قرآن کے دور کو آیا کرتے تھے۔ رمضان کے مہینہ میں بہت سی برکات اللہ تعالےٰ نے رکھی ہیں۔ اور اس میں بہت سے سبق دئے ہیں۔ ان اسباق میں ایک وہی ہے جس کی طرف آج میں آپ لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ انسان دوسرے کی تکلیف اسی وقت سمجھ سکتا ہے جب وہ خود مبتلا ہو۔ ایک آدمی جو کبھی بیمار نہ ہوا ہو۔ اس کو دوسرے کی بیماری سمجھنا بہت مشکل۔ ایک آدمی جسنے کوئی موت نہ دیکھی ہو۔ اس کو اس گھرانے کی مصیبت کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ جس پر موت آگئی ہو۔ وہ شخص جسنے

غم نہ دیکھا ہو۔ اسکے لئے دوسرے کے غم کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ بیماری کی تکلیف کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس نے بیماری اٹھائی ہو۔ غم کو وہی جان سکتا ہے۔ جو غم میں مبتلا ہوا ہو۔ دوسرے کی موت سے وہی تکلیف محسوس کر سکتا ہے۔ جسکے عزیزوں میں کبھی موت اسکے سامنے آئی ہو۔

اسی طرح جسنے کبھی نہ دیکھا ہو کہ بھوک کیا ہے وہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ بھوکے انسان کی کیا حالت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ چونکہ وہ اپنے بندوں کے دلوں میں احساس پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اسکی مخلوق کن ابتلاؤں سے گذر رہی ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ اپنی پیاری جماعتوں کو آزماتا ہے چنانچہ پہلے ہی پارہ میں آزمائشیں بیان فرماتا ہے کہ مالی آزمائشیں بھی آتی ہیں۔ جانی بھی۔ بھوک بھی اپنا کام کرتی ہے اور اور قسم کی آزمائشیں بھی آتی ہیں۔ لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ آزمائش کی غرض کیا ہوتی ہے۔ وہ سمجھ لیں کہ آزمائشوں کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ ان لوگوں میں ہمدردی پیدا ہو۔ اللہ کے بندے بھوک سے گذارے جاتے ہیں۔ موت اور قلت مال سے گذارے جاتے ہیں۔ بیماریوں کے دروازوں سے گذارے جاتے ہیں۔ خدا کے بندے ان تکلیف دروازوں سے اس لئے نہیں گذارے جاتے کہ وہ ہلاک کئے جائیں بلکہ اسلئے کہ مخلوق خدا کی حالت سے انہیں ہمدردی پیدا ہو یہی بات ہے جسکے نہ سمجھنے کے سبب سے مسیح کو کفارہ بنایا گیا۔ گناہ کے دور کرنے کا اور ذریعہ تھا۔ مسیح کو مصلوب کرانا اس کا ذریعہ نہیں تھا۔ یہ سچ ہے کہ خدا اپنے نبیوں کو تکالیف میں ڈالتا ہے تا ان کو معلوم ہو جائے۔ کہ مخلوق خدا کن مشکلات میں سے گذر رہی ہے کوئی دکھ نہ ہو۔ جسکے ازالہ کے لئے ان میں جوش پیدا نہ ہو۔ پس یہ ٹھیک ہے کہ مسیح صلیب دئے گئے دکھ دئے گئے۔ کفارہ کے لئے نہیں۔ بلکہ اسلئے تا ان کو معلوم ہو کہ دنیا کس طرح گندی زندگی میں سے گذر رہی ہے۔ اور وہ اس کا علاج کریں۔

رمضان بھی ابتلاؤں میں سے ایک ابتلا ہے۔ بڑے بڑے امیر آدمی جن کے پاس ہزاروں ہی نعمتیں ہوتی ہیں۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ باوجود تمام قسم کی نعمتیں اور عمدہ سے عمدہ کھانے اور اعلیٰ درجے کے مصالح بھی ہوتے ہیں بھوک بھی سخت ہوتی ہے۔ مگر خدا کے حکم کے ماتحت سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر ان کو معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی مخلوق کی کیا حالت ہے۔

رمضان ایک سبق ہے کہ تا وہ سمجھیں کہ جن کو بھوک ہوتی ہے۔ اور جو پیاسے ہوتے ہیں ان کی کیا حالت ہوتی ہے اس لئے وہ ان کی بھوک اور پیاس کے دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان کے دلوں میں ہمدردی کا جوش پیدا ہو۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں بہت خیرات کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ رمضان میں صدقہ اس کثرت سے کرتے تھے۔ جیسا کہ تیز ہوا چلتی ہے آپ دوسرے ایام میں بھی صدقہ کرتے تھے۔ مگر رمضان کے مہینہ میں بالخصوص حضور بہت صدقہ و خیرات سے کام لیتے تھے۔

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں ان میں بھی اللہ تعالےٰ نے مومن کا ایک کام یہ بھی بتایا ہے۔ ویطعمون الطعام علےٰ حبه مسکینا و یتیما و اسیرا۔ وہ اللہ کی محبت کے سبب سے نہ ریا کے طور پر کھانا کھلاتے ہیں۔ مسکینوں یتیموں اور اسیروں کو۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں انما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزاءً ولا شکورا۔ کہ ہم جو تمہیں کھانا کھلاتے ہیں۔ یہ محض اللہ کی خاطر ہے۔ ہم تم سے اس کا کوئی بدلہ نہیں چاہتے نہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ لوگ شکریہ کے طور پر جزاک اللہ ہی کہیں۔ مگر یہ کھانا کھانے والوں کا فعل ہے۔ کہ جب ان پر کوئی احسان ہو تو اس احسان کا شکریہ ادا کریں پس وہ مومن کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اس لئے آپ لوگوں کی کچھ خدمت کرتے ہیں کہ صرف اللہ راضی ہو جائے۔

ان سبقوں میں سے ایک سبق خیرات بھی ہے مگر اس کا اب طریق بدل گیا ہے۔ انجمنوں میں دیتے ہیں کہ نام و نمود ہو۔ مگر جو طریق قرآن کریم نے بتایا ہے۔ اس کی طرف سے توجہ ہٹ گئی ہے۔ فقرا بھی بڑھ گئے ہیں۔ چیزیں بھی مہنگی ہو گئی ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ توجہ زیادہ ادھر ہوتی مگر اس کی طرف سے توجہ ہٹ گئی ہے۔ لوگ ادھر دیتے ہیں جہاں نام و نمود ہو۔

لیکن ابرار میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کو کھانا کھلایا جائے۔ کیونکہ ان کی صفات میں ایک صفت کھانا کھلانا بھی ہے۔ جو کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم کسی بدلہ کے لئے تمہیں کھانا نہیں کھلاتے۔ بلکہ محض اللہ کے لئے کھانا کھلاتے ہیں۔ کیونکہ ایک دن آنے والا ہے۔ انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا۔ کہ جب ہمارے پاس کچھ نہیں ہو گا پس ہم جو تمہیں دیتے ہیں تم سے کچھ لینے کے لئے نہیں دیتے۔ بلکہ اس لئے دیتے ہیں کہ وہ دن جس دن ہمارے پاس بھی کچھ نہیں ہو گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے لینگے۔

پس یہ دن مبارک ہیں۔ میں جماعت کو بتانا چاہتا ہوں کہ اب بھوک کے سبق کو ہر ایک شخص جانتا ہے۔ قادیان میں بہت سے لوگ ہیں۔ اور میں ان کو جانتا ہوں۔ کئی کئی فاقہ ان پر گذر جاتے ہیں۔ اور ایسے لوگ ہر جگہ موجود ہیں۔ اسکے پاس کچھ نہیں۔ ان کے بچے فاقہ کر کے راتیں گذارتے ہیں۔ اب یہ اچھا موقعہ ہے کہ پھر بھول نہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ہر سال رمضان لگا دیا ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ جب بیماری ختم ہو جائے تو انسان کو پرواہ نہیں رہتی۔ مثلاً کسی کے پیٹ میں درد ہو اس وقت وہ عہد کریگا کہ آیندہ کبھی ایسی چیز نہیں کھاؤں گا جس سے پیٹ میں درد ہو۔ لیکن جونہی کہ افاقہ شروع ہوا۔ وہ عہد بھولنا شروع ہو گیا۔ اور مزیدار شوربے کا خیال آنے لگا

پس جہاں تک ہو سکے۔ رمضان سے عملی سبق لینا چاہیے یہاں کے لوگ یہاں صدقہ کر سکتے ہیں۔ اور باہر کے باہر۔ یہ شرط نہیں ہے کہ اپنے ہی ہاں دیا جائے۔ غیروں کو بھی دینا چاہیے۔ غیروں کو بلکہ ضروری دینا چاہیے تا خدا کی مخلوق سے ہمدردی عام ہو۔ میرے نزدیک تو کتے۔ بلیاں اور جو بھی مستحق ہیں کہ ان کو بھی کھلانا پلانا چاہیئے۔

یہ تو صدقہ کے متعلق تھا۔ مگر ایک بات اور بھی یاد رکھو ایک جماعت ہے۔ جو صدقہ نہیں کھا سکتی۔ وہ محتاج ہے۔ غریب ہے نادار ہے۔ اس کی بھی مدد کی صورت نکالنی چاہئیے۔ کیونکہ وہ سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ وہ سیدوں کی جماعت ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسل کو صدقہ سے منع فرمایا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اب سیدوں کے لئے صدقہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ وہ نادار ہیں۔ مگر میرے نزدیک درست نہیں۔ جس بات سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نبی نے فرمایا ہے۔ اس کو جائز کیا جائے۔ صدقہ کے علاوہ اور بھی طریق ہو سکتے ہیں۔ جن سے ان کی مدد ہو سکتی ہے اور اس طرح محبت بھی بڑھ سکتی ہے۔ وہ ہدایا کا طریق ہے اگر ایک دوست کا بچہ آتا ہے۔ تو آدمی اس کو کچھ دیتا ہے مگر وہ صدقہ نہیں ہوتا۔ اور اس طرح ان میں محبت بڑھتی ہے اسی طرح سید آنحضرتؐ کی بیٹی کی اولاد ہیں۔ اب ان کو بھی ہدایا دیئے جائیں۔ اس احسان کے بدلہ میں جو آنحضرت کا ہم پر ہے۔ آنحضرتؐ نے ہمیں کفر سے نکالا۔ ظلمتوں سے باہر لائے۔ پس اس فضل کی وجہ سے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم آپ کی لڑکی کی اولاد کے ساتھ ویسا ہی دوستانہ سلوک کریں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر کریں۔ جیسا کہ اپنے دوسرے دوستوں سے کرتے ہیں۔ وہ صدقہ نہیں کھا سکتے۔ اس لئے ہم ان کو بطور ہدایا دیں۔

ہم ان کو خدا تعالیٰ کی محبت کے طور پر دے سکتے ہیں انکو آنحضرتؐ سے نسبت ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے بات تو گندی ہے۔ لیکن ہے درست۔ کیونکہ پتہ لگتا ہے۔ کہ نسبتوں کا بھی کہاں تک خیال ہوتا ہے۔

وہاں کے نہیں یہ واں سے نکالے ہوئے تو ہیں
کعبہ سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی

حضرت صاحب نے قصیدہ الہامیہ میں فرمایا ہے:۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعویٰ حب پیمبرم

خواہ غیر احمدی ایک نبی کے انکار کی وجہ سے کافر ہی ہو گئے ہیں۔ مگر وہ کہتے تو ہیں کہ ہمارا آنحضرتؐ سے تعلق ہے۔ جہاں وہ ایک نبی کے منکر ہیں وہ ایک سے پیار کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔

پس سیدوں کو آنحضرتؐ سے تعلق نسبی ہے اس لئے جہاں میں آپ لوگوں کو صدقات کی طرف متوجہ کرتا ہوں وہاں یہ بھی بتاتا ہوں کہ میں نہیں چاہتا کہ صدقہ کسی فتویٰ سے سیدوں کے لئے جائز کر دیا جائے۔ رسول کریمؐ کے ہم پر احسانات ہیں اس کے بدلہ میں سیدوں کو ہدیہ دیئے جائیں۔ رسول کریمؐ خود بھی ہدیہ کھاتے تھے۔

پس رمضان ایک سبق ہے بعد میں کسی کو یاد رہا یا نہ رہے اب اس کام کو کرو کہ خدا کے فضلوں کے وارث بنو۔

مولوی شیخ محمد رضا صاحب شیعہ نامہ نگار ذوالفقار

جواب دیں

نمبر (۱)

(۱) کیا شیعوں میں ائمہ اہلبیت کرام کو پیغمبران سابق سے افضل مانتے ہیں یا نہ؟ اگر نہیں مانتے۔ تو مندرجہ ذیل عبارت کا کیا مطلب ہے شیخ مفید در کتاب مقالات فرمودہ کہ قطع کردند گروہے از اہل امامت یعنی امامیہ بفضل ائمہ از آل محمد علیہم السلام بر تمام آنانکہ پیش بودند از رسولاں و پیغمبراں سوائے پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم وآلہٖ۔ نجم ثاقب مرزا حسین نوری طبری صفحہ ۶۸

یعنے شیعوں میں سے ایک گروہ قطعی طور پر ائمہ آل محمدؐ کو تمام اگلے رسولوں اور پیغمبروں سے افضل مانتا ہے۔ سوائے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہٖ کے۔ لیکن ایک اور روایت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جب امام مہدی کا ظہور و خروج ہوگا تو سب سے پہلے جو شخص امام کے ہاتھ پر بیعت کریگا۔ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ اول المبائعین امام جبرئیل امین علیہ السلام ہوں گے۔ دیکھو مجلسی کی کتاب حق الیقین باب در بیان رجعت۔ فرمائے محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل سے بڑھ کر اور کون ہے لیکن امام صاحب العصر کے وہ بھی مبائعین میں سے ہوں گے تو ہم کہہ سکتے ہیں یا نہ؟ کہ شیعوں کے مہدی محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہوں گے۔ اب اگر حضرت مرزا صاحب نے بحیثیت مدعی امام مہدی موعود۔ فرما دیا کہ میں ابوبکر سے یا بعض نبیوں سے بہتر ہوں۔ تو اس سے آپ کو کیوں برا معلوم ہوا۔ اور اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ آنحضرتؐ کے وقت میں صرف چاند کو گہن لگا۔ لیکن میرے لئے چاند و سورج دونوں کو یہ کلمات طیبات بھی آپ کے قلم سے بحیثیت امام موعود نکلے ہیں۔ اور ان کا ایسا لکھنا ہرگز محل استعجاب نہیں کیونکہ سلف صالحین نے بھی آیہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کی آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کی پوری کیفیت یعنی تمام ادیان باطلہ پر اسلام کا غلبہ امام مہدی کے عہد برکت مہد میں ہوگا۔ کوئی شخص ان کی نسبت سوء ظن نہیں کر سکتا کہ انہوں نے ایسا عقیدہ ظاہر کر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹا دی۔ ایسا ہی یہاں بھی قیاس کرنا چاہیئے۔ پھر حضرت مرزا صاحب نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر اس وقت زندہ کئے جائیں۔ تو وہ میری بیعت کو سب سے پہلے ہاتھ بڑھائیں۔ یہ بہت بڑا بول ہے لیکن شیعوں کا اپنے مہدی کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ سب سے پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کی بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائیں گے فرمایئے کسر شان کس صورت میں ہے اسمیں یا اس میں۔

(۲) کیا شیعہ مذہب کی اکثر تعلیم اور معتقدات تاویل و استعارہ پر مبنی ہیں یا نہ؟ اگر نہیں ہیں تو ذیل کے چند حوالوں پر غور کر کے فرمایئے۔ یہ استعارہ و تاویل نہیں تو اور کیا ہے؟

(۱) الم ذلک الکتاب لا ریب فیہ میں کتاب سے مراد جناب علی علیہ السلام ہیں۔ والعیاشی قال کتاب علی لا ریب فیہ دیکھو تفسیر صافی۔

(۲) ھدی للمتقین میں متقین سے مراد شیعہ ہیں اور یومنون بالغیب میں غیب سے مراد امام غائب ہیں۔ والغیب فھو الحجۃ الغائب وشاھد ذلک قول اللہ عزوجل و یقولون لولا انزل علیہ الایۃ من ربہ فقل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ دیکھو اکمال الدین مطبوعہ ایران صفحہ ۱۲۔

(۳) آگے مذکورہ بالا معنے کے ثبوت میں لکھا ہے کہ۔ وقد سمی اللہ عزوجل یوسف علیہ السلام غیبا حین قص قصتہ علی نبیہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ فقال عزوجل ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک فسمی یوسف علیہ السلام غیبا لان الانباء التی قصھا کانت انباء یوسف۔ اکمال الدین یعنے اور تحقیق خدا نے یوسف علیہ السلام کو بھی غیب سے موسوم کیا ہے۔ جب اس کا قصہ آپ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے بیان کیا تو فرمایا ہے کہ یہ غیب کی خبر ہے۔ جو تیری طرف ہم وحی کرتے ہیں۔ پس یہاں یوسف علیہ السلام کو غیب سے موسوم کیا گیا۔ کیونکہ جو خبر بیان فرمائی۔ وہ یوسف علیہ السلام کی ہی تھی۔

(باقی آئندہ)

(۴) قرآن میں جو بارہ مہینوں کا ذکر ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ۔

ان سے مراد بارہ امام ہیں۔ واتمامہم الائمۃ القوامون بدین اللہ الخ دیکھو غایۃ المرام سید ہاشم البحرانی باب ۳۵ مقصد اول حدیث نمبر ۱۴۳ مطبوعہ ایران ⁂

(۵) آیہ فودی من شاطی الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ میں شاطی الواد الایمن سے مراد فرات ہے۔ اور بقعۃ المبارکۃ سے کربلا۔ تفسیر صافی جلد ۲ پارہ ۲۰ صفحہ ۲ مطبوعہ بمبئی ⁂

(۶) وفدیناہ بذبح عظیم میں ذبح عظیم سے مراد امام حسین علیہ السلام ہیں۔ دیکھو تفسیر عمدۃ البیان و ناسخ التواریخ جلد دوم شہادت امام حسین علیہ السلام و اعجاز التنزیل مؤلفہ سید محمد حسن صاحب ⁂

(۷) وان من شیعتہ لابراہیم۔ اس آیت میں پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے اسکے بعد آیت مذکور میں خدا فرماتا ہے کہ ابراہیم بھی نوح علیہ السلام کے پیروؤں میں سے تھے۔ لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ اس آیۃ کے یہ معنی ہیں کہ ابراہیم حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھے دیکھو نجم ثاقب باب پنجم صفحہ ۱۲۶ وغیرہ ⁂

(۸) انا انزلنا الحدید فیہ باس شدید۔ الحدید یعنی لوہا سے مراد ذوالفقار ہے۔ جو آسمان سے اتاری گئی تھی۔ دیکھو ناسخ التواریخ صفحہ ۹۰ جلد سوم از کتاب دوم ⁂

(۹) (۱) دابۃ الارض سے مراد کوئی جانور ہے۔ حدیث فی المجمع عن النبی قال دابۃ الارض طولها ستون ذراعا لا یدرکها طالب ولا یفوتها هارب معها عصی موسی وخاتم سلیمان تفسیر صافی زیر آیۃ اخرجنا لھم دابۃ الارض اور اسکو امام مہدی قتل کرینگے۔ جیسے کہ دجال اور یاجوج ماجوج کو۔ و بعد از انکہ دجال و دابۃ الارض و یاجوج ماجوج را بکشند۔ مصنف سید بادشاہی خواہد کرد و عالم را پر از عدل و داد کند ہمچنانکہ پر از ظلم و جور شدہ بود۔ دیکھو تفسیر منہج الصادقین جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ مطبوعہ ایران (۲) دابۃ الارض جناب علی علیہ السلام ہیں۔ بحوالہ تفسیر قمی امام صادق سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم جناب علی علیہ السلام کو ملنے آئے اور وہ مسجد میں سو رہے تھے حضرت نے انکو جگاتے ہوئے فرمایا قم یا دابۃ الارض کہ اٹھئے دابۃ الارض تا آخر روایت تفسیر صافی۔ (۳) دابۃ الارض امام مہدی ہیں۔ دیکھو کتاب نجم ثاقب باب در اسماء و القاب و کنیہ ہائے شریفہ میں نمبر پنجاہ و چہارم ⁂

(۱۰) الم غلبت الروم میں روم سے مراد بنی امیہ ہیں۔ انهم لیسوا من قریش وان اصلهم من الروم وفیهم تاویل هذه الآیۃ الم غلبت الروم معناه انهم غلبوا علی الملک وسیغلبهم علی ذلک بنوا العباس دیکھو تفسیر صافی۔ یعنی بنی امیہ دراصل قریش میں سے ہیں۔ بلکہ وہ نصرانی الاصل ہیں اور وہی آیہ الم غلبت الروم کے مصداق ہیں۔ اس آیہ کا معنی یہ ہے کہ وہ ملک پر غالب ہوگئے اور عنقریب انپر بنی عباس غالب آجائینگے ⁂

(۱۱) تبرا شیعہ مذہب کا امتیازی نشان ہے۔ اب یہ بات کہ کن لوگوں پر تبرا لازم ہے محقق ابن بابویہ لکھتے ہیں کہ تبرا واجب ہے چار اوثان سے اور چار انداد سے چار اوثان کے یہ نام لکھے ہیں۔ واما الاوثان الاربعۃ فیغوث ویعوق ونسرا وھبل اور چار انداد کے یہ نام۔ واما الانداد الاربعۃ فاللات والعزی والمنات والشعری۔ دیکھو رسالہ اعتقادیہ (والمعنی فی بطن الشاعر) ⁂

(۱۲) یوم تشقق السماء بالغمام کی آیہ میں غمام یعنی بادل سے مراد جناب علی علیہ السلام ہیں۔ القمی عن الصادق الغمام امیر المؤمنین تفسیر صافی سورہ فرقان ⁂

(۱۳) وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اس آیۃ میں کفر و فسوق و عصیان سے مراد خلفائے ثلاثہ ہیں الاول والثانی والثالث۔ تفسیر صافی سورہ حجرات ⁂

(۱۴) وما صاحبکم بمجنون۔ خدا فرماتا ہے کہ اے اہل مکہ تمہارا صاحب۔ یعنی محمد رسول اللہ صلعم دعویٰ رسالت کرنے میں دیوانہ نہیں۔ لیکن شیعہ اسکی تفسیر لکھتے ہیں قال یعنی النبی فی نصبہ امیر المؤمنین علما للناس۔ یعنی خدا فرماتا ہے کہ اے لوگو نبی مجنون نہیں ہے جس نے علی کو تم پر خلیفہ مقرر کیا ⁂

یہ تاویلات و استعارہ مشتے نمونہ از خروارے خیال فرمائیں۔ اسکے ہوتے ہوئے میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ شیعہ مذہب کی بنیاد فقط استعارہ اور تاویل پر ہے جس طرح آپ نے بلا ثبوت لکھ مارا کہ احمدی مذہب کی بنیاد فقط استعارہ و تاویل پر ہے۔ دیکھو ذوالفقار ۵ مئی ۱۹۱۷ء۔ (باقی دارد انشاء اللہ)

خاکسار خادم حسین خادم بھیروی
سابق شیعہ حال احمدی
ایرفیلڈ۔ منصوری

"خلافت محمودیہ اور اسلام"

اس عنوان سے پیام کے ایڈیٹر صاحب اپنی ۱۸ جولائی کی اشاعت میں ہمارے اس مضمون پر معترض ہیں جس کا عنوان "اسلام کثرت افراد کو کسی مذہب کی صداقت کی دلیل نہیں سمجھتا" چھپا ہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی عبارت نقل کرنیکے بعد لکھتے ہیں کہ "ہمیں بھی صریحاً اپنی کثرت کو میاں صاحب اور اسکے ہمنواؤں نے اپنی صداقت کی دلیل گردانا اور ہمیں (یعنی غیر مبائعین) قلیل کہکر جھٹلانا چاہا ہے" پھر ہم کو یہ سوال کیا گیا ہے کہ مدیر الفضل اپنے پیر اور تمام جماعت محمودیہ کو کن لوگوں میں شامل سمجھتا ہے آیا اسکے نزدیک میاں صاحب بھی انہی دوسری قوموں میں شامل ہیں جو بخلاف اسلام کثرت کو اپنی صداقت کی دلیل ٹھہراتے ہیں" ہم جناب ایڈیٹر صاحب پیام کی اس نکتہ رسی پر بجز اسکے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ع سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست۔ آپ لوگوں کا کم ہونا آپ کی صداقت کی دلیل نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ لوگ ایک پیشگوئی کے ماتحت کم ہوتے ہیں اور آئندہ دیکھئے آپ کو کن حالات سے گذرنا پڑتا ہے۔ آپ لوگوں نے ابتدائے بغاوت میں بڑے شور سے اعلان شروع کیے تھے کہ ہم زیادہ اور حضرت میاں صاحب کی بیعت کرنیوالے چند طلباء اور دیہاتی۔ اور ان پڑھ لوگ ہیں۔ لیکن اسکے بعد خدا نے اپنے محمود کی زبان پر جاری کیا کہ لیمزقنھم پس خدا نے انکی جمعیت کو پراگندہ کر دیا اور حق ظاہر ہوگیا اور وہی لوگ جو غوغا کناں تھے کہ ہم زیادہ ہیں منہ چھپانے لگے۔ پھر کیا کہ

پیغام نے خود تسلیم کیا وہ اپنی کمی کو جو پیشگوئی کے بعد واقعہ ہوئی) اپنی صداقت کی دلیل ٹھہراتے - حالانکہ ان کا ابتداءً زیادہ ہونا اور بعد میں کم ہوجانا انکے برسر باطل ہونیکی قطعی اور یقینی دلیل ہے کیونکہ جو حزب اللہ ہوتے ہیں وہ ہمیشہ پہلے تعداد کے لحاظ سے کم ہوا کرتے ہیں اور حزب غیر اللہ زیادہ ہاں انکے درمیان امتیاز اس طرح قائم ہوا کرتا ہے کہ حزب اللہ کمی سے ترقی کی طرف بڑھتا ہے اور حزب غیر اللہ زیادتی سے کمی کی طرف ہٹتا ہے قرآن کریم میں یہ اصل موجود ہے ملاحظہ ہو آیۂ شریفہ افلا یرون انا ناتی الارض ننقصها من اطرافها افهم الغالبون (۲۱-۴۵) پھر اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔

دوسرے آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے قدموں کی طرف دیکھیں کہ کدھر اٹھ رہے ہیں - آپکے بانی ہوئی ہوا تھا قبل سے جب انکار کرنا شروع کردیا تو احمدیت سے دور ہوگئے اور ارتداد کی طرف تمہارے قدم اٹھ رہے ہیں گو ابھی ہم تمکو مرتد نہیں کہ سکتے کیونکہ تم ابھی حضرت احمد کو ایک راستباز انسان سمجھتے ہو - انکے کسی دعوٰی کو تم جھوٹا نہیں کہتے نبوت سے کلیۃً تمہیں انکار نہیں - بلکہ تم تاویل کرتے ہو - ہاں جب تاویل کو چھوڑ دوگے اور اپنے امام المناظرین کی طرح برہنہ الفاظ میں یہ کہدوگے کہ ہم کسی قسم کا نبی بھی حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں سمجھتے تو ہم تمہیں بھی تمہارے امام المناظرین کی طرح احمدیت سے بے تعلق سمجھ لینگے - حضرت خلیفۃ المسیح اول کا یہ ابتدائی فرمان کہ اختلاف کے باوجود بیعت کرو یہی معنی رکھتا ہے کہ تم حضرت مسیح موعودؑ کو راستباز سمجھتے ہو انکے مشن کو دنیا سے منوانا چاہتے ہو - اسلام کے چہرہ کو مسیح موعودؑ کے ذریعہ دنیا پر روشن کرنا چاہتے ہو - اگر کوئی فروعی اختلاف ہے جو اصولی نہیں - تو تم امن کے قیام کے لیئے بیعت کرلو - مگر جب تم اپنی فتنہ انگیزیوں میں بڑھکر یہ کہنے لگوگے کہ نعوذ باللہ ہم حضرتؑ کو راستباز نہیں مانتے اسوقت حضرت امام اولوالعزم کبھی تمکو اپنی بیعت کی اجازت نہیں دینگے خواہ تم آسمان پر اڑتے ہوئے بھی آؤ - تو حضور کا یہ فرمانا تمہارے حضرتؑ کو راستباز سمجھنے پر موقوف ہے - تمہارا اعتراض تو اس صورت میں بجا ہوتا کہ حضرت محمود موعود خلیفہ سیدنا مسیح موعودؑ ثناء اللہ یا ازیں قبیل دیگر لوگوں کو جو حضرتؑ کو راستباز نہیں سمجھتے انکو کہتے کہ چلو اختلاف بھی سہی مگر بیعت کرلو انکو حضرت خلیفۃ المسیح کبھی نہیں کہتے ٭

ہاں آپ لوگ ان لوگوں میں شامل ہوچلے ہیں - جو صرف کثرت کو دلیل صداقت ٹھہراتے ہیں یہی وجہ ہے - کہ فیروز پور میں مریم عیسٰیؑ نے حضرتؑ کو جھوٹا ماننے والوں کو بھی احمدی مشتہر کردیا تھا اور خواجہ صاحب کی فہرستیں تو ماشاءاللہ ایسے افراد کا گلدستہ ہوتی ہی ہیں جنہیں تمام قبائح کو عملاً مباح ٹھہرانے والے ہیں - اور بعض ایسے بھی جو آنحضرتؐ کو راستباز تک نہیں مانتے ٭

آپ لوگوں کی کئی حیثیتیں ہیں - آپ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی نہ مانکر غیر احمدیوں کے ہمنوا - اور حضور کی بیعت کو لازمی نہ سمجھکر غیر احمدیوں میں شامل ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کو راستباز مانکر ہمارے ساتھ متفق ہیں - اس حصہ ایمان کے لحاظ سے آپکا کوئی وجود نہیں - غرض آپ کی علیحدہ کوئی شخصیت ہے ہی نہیں اسپر آپ کس منہ سے اپنے راستباز اور فرقہ ہونیکے مدعی ہوسکتے ہیں ٭

احمدی بہنوں کو تعلیم خانہ داری اور ذکر الٰہی

ذیل میں ہم ایک احمدی خاتون کے روزانہ اشغال کو اسی کے الفاظ میں اسلیئے درج کرتے ہیں - کہ وہ مستورات جو سارا دن بیکاری میں گذار دیتی ہیں - اس سے سبق حاصل کریں اور اپنے اوقات کو مفید اور فائدہ مند کاموں میں صرف کرکے خود بھی آرام سے زندگی بسر کریں - اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں ٭

(ایڈیٹر)

میں صبح اول وقت نماز فجر ادا کرکے دودھ دوہ کر بستر چارپائی وغیرہ اکٹھے کرکے جابجا قرینہ سے جھاڑ کر مکانات صفائی رکھتی اور بعد اس بھینس کا دودھ نکالکر گرم ہونا رکھتی ہوں - میرے پاس بیس پچیس لڑکیاں تعلیم قرآن کریم پاتی ہیں انکو سبق دیتی ہوں جو قریب تین گھنٹہ اس کام تعلیم قرآن میں صرف ہوتے ہیں - بعد اس آٹا گوندھ کر خمیر بناتی اور قریب ۱۱ بجے روٹی کنبہ کی تنور پر پکاتی ہوں والدہ صاحبہ سب کو کھلاتی ہیں - میں روٹی کھاکر بار چار گھر کے مردمان و مستورات دستی پیسنے شروع کرکے ۲ بجے تک یہ کام کرتی ہوں بعد اس نماز پیشی ادا کرکے پیسنے کے کام میں مشغول ہوتی ہوں - نماز دیگر ادا کرکے پھر ہانڈی چڑھاکر لڑکیوں کی تعلیم میں مصروف ہوتی ہوں قریب ۲ گھنٹہ اسوقت بھی صرف ہوتے ہیں - پھر آٹا گوندھ کر تنور روٹی پکاتی ہوں اور والدہ صاحبہ کنبہ کو کھلاتی ہیں - میں شام کی نماز پڑھکر کنبہ کی چارپائیاں بچھاکر بستر کرکے روٹی کھاکر نماز خفتاں ادا کرتی ہوں بعد اس ذکر الٰہی کرتی ہوں اور اپنے مولا کریم کا احسان یاد کرکے شکر بجالاتی ہوں دن کے وقت بھی کام سے خالی وقت میں ذکر الٰہی کرتی ہوں - صبح اور شام اور خفتاں کی نمازیں با جماعت مع والدین و بھائی اور تین بہنیں - بھاوجہ صاحبہ ادا کرتی ہیں پیشی اور دیگر کے وقت والد صاحب و بھائی صاحب شامل نہیں ہوتے - کیونکہ وہ کام کھیتی میں باہر مصروف ہوتے ہیں - اسی طرح تمام رات دن گذر جاتا ہے ذکر الٰہی اور کام کاج کرنے سے انسان تندرست رہتا ہے - میری احمدی بہنوں کو ایسی طرز اختیار کرنی چاہیئے ٭

عاجزہ سردار بی بی از چک ۹۷ جنوبی ضلع سرگودھا

انوار خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ۱۹۱۵ء جلسہ کی معرکۃ الآراء تقاریر کا مجموعہ جس میں حضور نے علاوہ دیگر مسائل کے سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت اور شہادت اور اسکے بعد آنیوالے واقعات کو نہایت محققانہ طریق پر بیان فرمایا ہے وہ تاریخی گتھیاں جو تیرہ سو برس تک موضوع بحث رہ چکی ہیں - اشاروں اشاروں میں سلجھائی گئی ہیں - فن تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب اس کتاب کو ضرور مطالعہ کریں - سائز ۲۰×۲۶ حجم ۱۸۰ صفحے - نہایت خوشخط اور نفیس کاغذ پر چھپی ہے - قیمت صرف ... ملنے کا پتہ :- (منیجر الفضل قادیان)

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر (۵۲) مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)